تزکیہ و تربیت

کاش! میں تنکا ہوتا

شیخ محبوب علی

پہلے بھی سوچا اور آج بھی سوچ رہا ہوں۔ تنہائیوں میں بھی سوچا، کبھی کبھار محفلوں میں بھی سوچا۔ کاش میں ایک تنکا ہوتا! اگر میں ایک تنکا ہوتا تو ہواؤں کے دوش پہ اڑتا۔ ہلکا پھلکا، جہانوں کی سیر کرتا، بستی بستی نظارہ کرتا۔ انسان پر انسان کی چیرہ دستیوں، سرمستیوں، خرمستیوں، پستیوں اور بلندیوں کو دیکھتا۔ ستاروں کی طرح دیکھتا اور گزر جاتا۔ اگر میں ایک تنکا ہوتا تو پانی کی موجوں پہ بہتا۔ دریاؤں کی طغیانیوں اور طوفانوں کے ساتھ ہوتا۔ ساحلوں پر آباد انسانوں کی بستیوں کو دیکھتا، متکبر انسانوں کی بربادیوں کو دیکھتا اور دریا کی روانی میں بہتا، سمندروں میں جا نکلتا۔ کنار سے بے کنار ہوتا، سمندروں کی پنہائیوں میں جاتا، اس کی تہوں میں غوطہ زن ہوتا، رنگ برنگ کی دنیا سے آشنا ہوتا، صدف و گوہر کی دنیا، موتیوں کی دنیا، مچھلیوں کی دنیا۔ سب کچھ دیکھتا اور میرا کچھ نہ ہوتا۔ کاش کہ میں ایک تنکا ہوتا اور اگر میں ایک تنکا ہوتا، تو آغوشِ زمیں میں ہوتا، جہاں سکون ہوتا، قرار ہوتا، چین ہوتا، اپنی دنیا ہوتی، کسی قسم کی پریشانی نہ ہوتی---

لیکن ----

اگر میں ایک تنکا ہوتا تو ہواؤں کے تھپیڑے کھاتا۔ ہواؤں کا ایک ہلکا سا جھونکا مجھے اس پستی سے اٹھا کر اس پستی میں ڈال دیتا، اس وادی سے اٹھا کر اس وادی میں لا پھینکتا۔ تنکے کی ایک حقیقت ہی کیا ہے۔ یہ بھی کوئی زندگی ہے ! اگر میں ایک تنکا ہوتا تو پانی کی ایک ہلکی سی موج مجھے اٹھا کر چٹانوں سے دے مارتی۔ نہ میری کسی آرزو کا دخل ہوتا، نہ میرے کسی ارادے کا دخل ہوتا، میں بے کس و مجبور ہوتا۔ یہ بھی کوئی زندگی ہے ! اور اگر میں زمین پر پڑا ہوتا تو پاؤں تلے کچلا جاتا، پیسا جاتا، سڑتا اور گلتا رہتا۔ یہ بھی کوئی زندگی ہے ! ایک بے جان تنکا۔ بے کس تنکا۔ مجبور تنکا۔ شکر ہے کہ میں ایک تنکا نہیں۔ میں ایک انسان ہوں، میں اشرف

المخلوقات ہوں۔ یہ شمس و قمر' یہ لوح و قلم' سب میرے ہیں۔ یہ کائنات میرے لیے ہے۔ دریاؤں کی طغیانی و روانی کو چیرتا ہوا میں آگے بڑھتا ہوں۔ میں ایک انسان ہوں' بلند سے بلند پہاڑ میرے عزائم کے آگے رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ میں ایک انسان ہوں' زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود آج میرے قدموں تلے ہے۔ بلاشبہ میں ایک انسان ہوں۔ سورج طلوع ہوتا ہے' تو میرے لیے طلوع ہوتا ہے۔ ہوائیں چلتی ہیں تو میرے لیے چلتی ہیں۔ یہ گرمی اور ٹھنڈک ہے تو میرے لیے ہے۔ یہ زمین جو سونا اگلتی ہے' تو میرے لیے اگلتی ہے۔ میں ایک انسان ہوں۔

لیکن ---

میں سوچتا ہوں کہ میں ایک تنہا انسان نہیں۔ میں انسانوں کے ساتھ' انسانوں کی دنیا میں رہتا ہوں۔ انسانوں کے ساتھ میرے تعلقات ہیں' اور ان انسانوں کے ساتھ رہتے ہوئے' میں چاہوں نہ چاہوں' میرے لیے کچھ پابندیاں ہیں' کچھ رکاوٹیں ہیں' کچھ حقوق و فرائض متعین کردیے گئے ہیں۔ پھر میں سوچتا ہوں تو میری آنکھوں کے سامنے جنازے' انسانوں کی قبریں' بہتا ہوا خون' آتا ہے۔ یہ سب کچھ آخر کیا ہے ؟ مجھے مرنا بھی ہے ! میرا حشر' میرا انجام یہ بھی ہونا ہے۔ جب میں یہ سوچتا ہوں تو پھر اسی لمحے خیال آتا ہے کہ 'کاش میں ایک تنکا ہوتا !

میری آنکھوں کے سامنے قبر کچھ اور ہی سوال لے کر آتی ہے۔ کیا ہوتا' اگر میں ایک تنکا ہوتا ؟ زیادہ سے زیادہ مٹی میں دفن ہو جاتا' کچلا جاتا' روندا جاتا۔ لیکن اب میرا کیا ہوگا ؟ میرے جسم کو قبر کے سانپ اور اژدھے نوچیں گے' کاٹیں گے' میں ان کی غذا بنوں گا۔ قبر کے پتھر' اس کی مٹی آہستہ آہستہ میرے بے جان لاشے پر آکر ڈھیر ہوگی۔ میرے تندرست پاؤں' یہ دھڑکتا ہوا دل' سب کچھ آہستہ آہستہ سڑے گا اور اس سے بدبو اٹھے گی۔ یہ میرا انجام ہونا ہے ! میں یہ سوچتا ہوں کہ بات اگر یہیں پہ ختم ہو جاتی تو کچھ نہ ہوتا' وہی حشر ہوتا جو تنکے کا ہوتا۔ لیکن میرے سامنے یہ منظر آتا ہے کہ کچھ فرشتے آکر پوچھیں گے : "تیرا نبی کون تھا ؟ تیرا دین کیا تھا ؟" میں زبان سے کہوں گا : "ہاں وہ ------- وہ ------- اللہ۔" اور فرشتے گرز تانے کھڑے ہوں گے۔ "جھوٹ مت بول۔ تو نے کس کی پرستش کی تھی؟ اپنے نفس کی ؟ دولت کی ؟ انسانوں کی ؟ میں کہوں گا : نہیں نہیں ------- محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی تھے۔" وہ کہیں گے۔ "کیا تو دنیا میں ان کے کہنے پر چلتا رہا ؟" میں کہوں گا : "اسلام میرا دین تھا۔" وہ کہیں گے : "تیری زندگی کے یہ اور یہ حصے تو اسلام سے خالی نظر آتے ہیں۔ نہیں ' آج کوئی جھوٹ

نہیں سنا جائے گا۔" میں سوچتا ہوں۔ میں جواب دے سکوں گا یا نہیں دے سکوں گا' میری زبان گنگ تو نہیں ہو جائے گی۔ اس وقت کیا ہوگا !

اس خیال کے آتے ہی میں یہ سوچتا ہوں کہ اپنی زندگی کا نئے سرے سے جائزہ لوں --- مرنے کے بعد جو سوال ہوں گے' ان کا تقاضا یہ ہے کہ میں یہاں پر اللہ کی بندگی اور غلامی کی زندگی اختیار کروں۔ میری اپنی کوئی خواہش نہ ہو' کوئی پسند نہ ہو' کوئی آرزو نہ ہو' کوئی تمنا نہ ہو' جو اللہ کی پسند کے خلاف ہو۔ اللہ کی رضا کے سوا میرا کوئی مقصد نہ ہو۔ بحیثیت انسان میرا مقام یہی ہے۔ دنیا میں میری آمد کا مقصد یہی ہے۔

میں یہ سوچتا ہوں کہ

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ع

پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (التکاثر)

یہ ہوا' یہ پانی ' جو مجھے بلا قیمت ملا تھا' اس کا کیا حساب دوں گا۔ میں طاقت ور و توانا ہوں۔ اپنے ہاتھ پاؤں ہلا سکتا ہوں۔ یہ زبان کس حد تک اللہ کی غلامی میں استعمال ہوئی۔ یہ آنکھ کس حد تک اللہ کی بندگی میں لگی رہی۔ اور مجھے خیال آتا ہے کہ مجھ سے میری رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ جہاں جہاں میرا اثر ہے' جہاں جہاں لوگ میری بات سنتے اور مانتے ہیں' وہ میری رعیت ہیں۔ ان سب کے متعلق مجھ سے سوال ہوگا' پوچھا جائے گا۔

آج کس کی بادشاہت ہے ؟ آج کوئی شخص بلااجازت بول نہ سکے گا۔ فرشتے ہجوم در ہجوم لوگوں کو ہانکتے ہوئے لیے جارہے ہوں گے اور ایک شدید افراتفری کا عالم ہوگا۔ میں سوچتا ہوں کاش مجھے وہاں جنت نصیب ہو جائے۔ مجھے جنت بھی تو مل سکتی ہے۔ جنت ! میری آرزوؤں کی تکمیل "جنت۔" کیا کیا خواہشیں میرے دل میں آتی رہیں۔ وہ شان و شوکت والے اعلیٰ محل' موتیوں' زمرد سے چمکتے محل' میری آرزو دنیا میں رہے۔ افلاک کی سیر' براق پر سوار ہو کر' برق سے تیزرفتار سواری پر سوار ہوکر' فضاؤں میں گھومنے کی آرزو کا نام' جنت ----- وہ عورتیں' وہ غلمان' وہ لڑکیاں' بڑی آنکھوں والی' خوبصورت چہروں والی' ہر نوجوان کی' ہر انسان کی آرزو' دل میں تڑپتی ہوئی آرزو' اس کا نام جنت۔ انسان کی ہر خواہش پوری ہو' اس کی تکمیل کا نام' جنت۔ میں سوچتا ہوں یہ جنت کیا مجھے نہیں مل سکتی ؟ کیا اس کا ملنا مشکل ہے ؟ لیکن میں یہ سوچتا ہوں تو میرے سامنے یہ بات آتی ہے :

"کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں قدم رکھ لو گے حتیٰ کہ ہم جان نہ لیں کہ تم

میں سے جہاد کرنے والے اور صبر کرنے والے کون ہیں"۔ (آل عمران)

صبر ! اپنے دنیا کے خوابوں سے نکل کر' ان پر قابو پاکر' ان کو ضرورت پڑے تو مسمار کر کے آخرت کے لیے کام کرنا' اپنی آرزوؤں کو بھینٹ چڑھا کر آخرت کے لیے جدوجہد کرنا۔ اپنی خواہشات پر قابو پا کے اللہ کی بندگی و غلامی کو اختیار کیے رکھنا۔ اقامتِ دین کی جدوجہد میں اپنی جان کی بازی لگا دینا اور ہر تکلیف کو برداشت کرلینا۔ یہ صبر' کیا یہ ممکن ہے ؟

میں سوچتا ہوں کہ جنت' محنت اور ناخوشگوار باتوں سے گھری ہوئی ہے۔ کیا یہ جنت مجھے مل سکتی ہے ؟

پھر میں یہ سوچتا ہوں کہ وہ شخص کون تھا' وہ مقدس ترین انسان' انبیا کے بعد دنیا میں سب سے بڑا انسان' جس نے اللہ کی راہ میں اپنی پوری زندگی قربان کردی' جس نے اللہ کی راہ میں اپنا گھر کا پورا اثاثہ لاکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا ؟ وہ انسان --- جس کے ایمان کی بنا پر اسے صدیقؓ کا خطاب دیا گیا' جب وہ انسان ایک ریگ زار میں اپنی پیشانی رگڑ کر کہتا ہے کہ کاش میں تنکا ہوتا ! ------ تو میں یہ سوچتا ہوں کہ جب اتنا بڑا انسان اپنی ساری زندگی کھپا کر یہ کہتا ہے' تو میں کیا اور میری بساط کیا ! میں کیا اور میرے اعمال کیا ! کیا میری بخشش نہیں ہو سکتی ؟ پھر میرے کانوں میں آواز آتی ہے : "اے ایمان لانے والو ! بچاؤ اپنے آپ کو' اپنے گھر والوں کو' اس آگ سے جس کا ایندھن' انسان اور پتھر ہوں گے"۔ میں سوچتا ہوں کہ ایک ایسی آگ' ایسا الاؤ جس میں پتھر چیخ رہے ہوں' جس میں انسان کی ہڈیاں گل رہی ہوں' اس آگ سے اس کی چربی پگھل رہی ہو' اس آگ سے' اللہ رب العالمین مجھ سے کہتا ہے : بچاؤ اپنے آپ کو۔ تم ایمان لے آئے ہو تو کیا ہوا' تم اس آگ کا نوالہ بن سکتے ہو' تمھاری چربی اور تمھاری ہڈی بھی اس آگ کو دہکانے والا ایندھن بن سکتی ہے۔

"اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے !"

پھر میں دیکھتا ہوں کہ میں کھڑا ہوں' اور الٹے ہاتھ میں میرا نامۂ اعمال دیا جارہا ہے۔ اے کاش' اے کاش' یہ نامۂ اعمال میرے ہاتھ میں نہ دیا جاتا۔ میں کھڑا دیکھ رہا ہوں کہ میرا مال میرے کسی کام نہ آیا' میری طاقت' میری شان سب غارت ہوگئی۔ میں ہارے ہوئے جواری کی طرح اس آگ پر کھڑا ہوا کہتا ہوں کہ بارِالٰہا ! یہ میرا بیٹا لے لے' میرے بھائی کو لے لے' میری بیوی کو لے لے' اس محل کو لے لے' اور زمین پر جو کچھ پایا جاتا ہے' وہ سب لے لے' مجھے چھوڑ دے۔ خود غرض انسان کی طرح دنیا کی ہر شے داؤ پر لگا رہا ہوں۔ "ہرگز نہیں' وہ لپکتا ہوا شعلہ

ہے' بڑھتا ہوا آرہا ہے' کلیجے کو کھینچ لینے والا ہے۔ ہر اُس انسان کے لیے ہے جو منہ پھیر کر چلا گیا تھا' جس نے مال سینت سینت کر رکھا۔"

آواز آتی ہے۔ "پکڑ لو اس کو' بھاگنے نہ پائے۔ اس کو جہنم میں ڈال دو۔ اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو۔ یہ وہ انسان ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا' جو غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی تلقین نہیں کرتا تھا۔"

اور وہ جہنم! جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہاں میری غذا خون اور پیپ ہوگی' اژدھے لپک رہے ہوں گے' میں بھاگنا چاہوں گا مجھے بھاگنے نہیں دیا جائے گا۔ میں سوچتا ہوں کہ کاش میرا یہ حشر نہ ہوتا۔ مجھ سے یہ سوال نہ ہوتا۔ یہ ذمہ داریاں مجھ پر نہ ہوتیں۔ کوئی مجھ سے حساب نہ لیتا۔ میں ایک پتھر ہوتا۔ میں ایک درخت ہوتا۔ ایک پرندہ ہوتا ---- کم از کم ایک تنکا ہوتا۔ اے کاش! اے کاش!!!

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
کی شہرۂ آفاق تفسیر
تفہیم القرآن
کا سپیشل سیٹ دستیاب ہے
چھ جلدیں
ھدیہ /۱۱۰۰
عام سیٹ -/۱۰۰۰
ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ اردو بازار لاہور